© rasailojaraid.com

اور دس سال دورِ خلافت میں اسی طریق کار پر عمل کیا البتہ آخری سال انھوں نے اس خیال کا اظہار کیا کہ تجربے سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ بیت المال سے وظائف کی تقسیم کے بارے میں حضرت ابوبکرؓ کی رائے درست تھی۔ اس لیے آئندہ سال سے میں موجودہ طریق کار کو ترک کر کے حضرت ابوبکرؓ کے طے کردہ اصول کے مطابق وظائف کی تقسیم کا نظام قائم کروں گا لیکن اس کے بعد حضرت عمرؓ کی شہادت ہوگئی اور انہیں اپنے نظام پر نظرِ ثانی کا موقع نہیں مل سکا۔ امام ابو یوسفؒ نے کتاب الخراج میں یہ ساری تفصیل بیان کی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سرکاری اور قومی ذرائع پر تمام شہریوں کا حق یکساں ہے اور اس میں ترجیحات قائم کرنا بہتر نہیں ہے البتہ یہاں زیرِ بحث مسئلہ کا ایک اور پہلو بھی ہے جسے نظرانداز کرنا شاید قرینِ انصاف نہ ہو۔ وہ یہ کہ صدیقی دور میں بیت المال سے وظائف کی تقسیم برابری کی بنیاد پر ہوتی رہی ہے اور فاروقی دور میں ترجیح کا اصول اپنایا گیا ہے۔ اگرچہ حضرت عمرؓ نے اس سے رجوع کا زبانی اظہار فرما دیا تھا لیکن اس کے بعد بھی ترجیحی اصول پر عملدرآمد کا تسلسل قائم رہا ہے۔ اس کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دراصل دونوں اصول موقع محل کی مناسبت سے قابلِ عمل ہیں اور حالات کو سامنے رکھتے ہوئے کسی بھی اصول کو اپنایا جا سکتا ہے۔ اصل بات اجتماعی مفاد کی ہے۔ اگر کسی وقت حالات کا تقاضہ قومی ذرائع پیداوار کی برابری کی بنیاد پر تقسیم کا ہو اور اجتماعی مفاد اس میں ہو تو ایک اسلامی حکومت اس اصول کو بھی اپنا سکتی ہے اور کسی دور میں اگر اجتماعی حالات کا تقاضا اس کے برعکس ہو تو دوسری صورت اختیار کرنے کی گنجائش بھی موجود ہے۔

دینی مدارس کا نصاب اور اکابر کا طرزِ عمل

سوال: آج مختلف اطراف [illegible] کے نصاب میں تبدیلی اور اس میں عصری علوم اور تقاضوں کو شامل کرنے کی آواز اٹھ رہی ہے جبکہ ہمارے اکابر نے ایسا نہیں کیا اور نہ ہی کسی بزرگ نے اس مقصد کے لیے کوشش کی۔ کیا موجودہ رجحان اکابر کے طرزِ عمل سے انحراف نہیں ہے؟

منظور احمد، محسن آباد، لاہور

جواب: یہ کہنا کہ ہمارے اکابر نے دینی مدارس کے نصاب میں عصری تقاضوں کو شامل کرنے کی طرف توجہ نہیں دی ہے یا اسے پسند نہیں کیا خلافِ واقعہ بات ہے۔ سب سے پہلے دینی اور عصری علوم کو اکٹھا کرنے کی بات شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندیؒ نے کی تھی اور اس کو عملی جامہ پہنانے کے لیے خود بھی علی گڑھ تشریف لے گئے تھے۔ ندوۃ العلماء لکھنؤ کا قیام بھی اسی جذبہ کے تحت عمل میں لایا گیا تھا اور اسی مقصد کے لیے جامعہ ملیہ دہلی کی تشکیل ہوئی تھی۔ اس ضمن میں جمعیۃ العلماء ہند کی مندرجہ ذیل قرارداد بطورِ خاص اہمیت رکھتی ہے جو جمعیۃ کے تیرھویں عمومی اجلاس منعقدہ لاہور بتاریخ ۲۰-۲۱-۲۲ مارچ ۱۹۴۲ء میں شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کی زیرِ صدارت منظور ہوئی تھی۔ قرارداد کا متن یہ ہے:

"جمعیۃ العلماء ہند کا یہ اجلاس مدارسِ عربیہ دینیہ کے مروجہ نصاب میں دورِ حاضر کی ضرورتوں کے موافق اصلاح و تبدیلی کی ضرورت شدت سے محسوس کرتا ہے اور مدارسِ عربیہ کے ذمہ دار حضرات اور تعلیمی جماعتوں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ ماہرینِ تعلیم کی ایک کمیٹی اس پر غور کرنے کے لیے باہمی مشورے اور تعاون سے مقرر کر کے ایک ایسا نصاب مرتب کرائیں جو دینی علوم کی تکمیل کے ساتھ ساتھ ضروریاتِ عصریہ (باقی صفحہ ۴۲ پر)

© rasailojaraid.com